OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:3, Issue: 1, Jan-June 2018
DOI: 10.36476/JIRS.3:1.06.2018.06, PP: 85-94

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کا تحقیقی جائزہ

Research Review of Ratan Hindi's Claim of the Companionship of Prophet (PBUH)

Scan for Online Version

Dr. Muhammad Saeed Shafiq
Lecturer, Shaykh Zayed Islamic Centre,
University of Peshawar, Pakistan

Dr. Miraj-ul-Islam Zia
Dean, Faculty of Islamic and Oriental Studies,
University of Peshawar, Pakistan

Abstract

Ratan Hindi was born in the Indian side of the Punjab in the 6th AH. He claimed that he had met Prophet Muḥammad (PBUH) in Madinah; had accepted Islam in his presence; joined the wedding ceremony of Fatimah (RA) and had also took part in the battle of trench (Ghazwah-e-Khandaq). He also affirmed that his long age was due to the blessings of the Prophet (PBUH) who prayed for his long life. It is also said that he had witnessed the miracle of the splitting of moon in India. The present paper, after proper investigation conducted in the light of original sources, i.e. Ḥadith and its Sciences, books of Rijal and history of Islam prove his claim of Ṣahabiyyat to be false and baseless. It also presents definition of a Ṣahabi (Prophet's Companion) along with conditions deemed by scholars of Ḥadith for such a position.

Keywords: *Madinah, Ḥadith, Rijal, Ratan Hindi.*

تمہید:

اسلام میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یابی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کی بلاواسطہ سماعت اور جمالِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار میسر آنا انتہائی خوش بختی کی علامت ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو سنایا جانے والا مژدۂ جانفزاں "رضی اللہ عنهم و رضوا عنه" کے الفاظ میں تا قیامت وردِ زباں رہے گا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نقل کرنے والی پہلی کڑی ہونے کی وجہ سے احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ، جن پر قرآن حکیم کی توضیح و تشریح اور احکامِ شریعت کا دار و مدار ہے، کی صحت و عدمِ صحت کا سلسلہ بھی ان ہی حضرات کے گرد گھومتا ہے۔

صحابیت کے اس شرف و اعزاز کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے صحابیت کا دعویٰ کیا ہے جن میں سے ایک شخصیت کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ عرفِ عام میں وہ "بابا رتن ہندی" اور "ہندوستانی صحابی" کے نام سے معروف ہیں جب کہ کتب میں ان کا تذکرہ "رتن ہندی" کے نام سے ہے اور ان سے مروی احادیث کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے۔ ان احادیث کو محدثین نے

CC BY

موضوع قرار دیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ ان کے دعویٔ صحابیت کی عدمِ صحت ہے۔ آئندہ سطور میں "رتن ہندی" کے مختصر حالاتِ زندگی کو بیان کرنے کے بعد ان کے دعویٔ صحابیت کی صحت و عدمِ صحت پر مدلل کلام کیا گیا ہے تاکہ اس کی حقیقت واضح ہو سکے۔

رتن ہندی کا تعارف:

آپ کا نام و نسب یہ ہے: "رتن بن عبداللہ ہندی ثم البرتنتدی/مرندی، رتن بن نصر بن کربال یا رتن میدن بن مندی "۔ اُن کے زعم کے مطابق اُنہوں نے طویل زمانہ پایا، یہاں تک کہ چھٹی صدی میں ظاہر ہوا اور صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھا[1]۔

آپ کی پیدائش آپ کے آبائی وطن میں ہونے پر اتفاق رائے ہے لیکن وہ آبائی وطن کون سا ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی "بھٹنڈہ" جبکہ مولانا عبدالصمد صارم "موضع: ترمذ، قصبہ: ریڑھ، ضلع: بجنور" کو ان کا آبائی وطن قرار دیتے ہیں۔ آپ قصبہ "جیور" ضلع "علی گڑھ" کے وزیر تھے۔ شق القمر کا معجزہ دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے اور اس کی تحقیق کروانے کے بعد عازمِ مکہ ہوئے تاکہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر سکیں چنانچہ وہاں پہنچے، شرفِ ملاقات حاصل کیا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ایک عرصہ تک مدینہ میں مقیم رہنے کے بعد واپس ہندوستان آ گئے اور "کھاڈری، ضلع مراد آباد" میں سکونت اختیار کی اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور ۶۲۵ھ میں وفات پائی۔[2]

رتن ہندی کا دعویٰ صحابیت:

رتن ہندی کا ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ سو سال بعد ہوا۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ[3]، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ[4]، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ[5]، امام شوکانی رحمہ اللہ[6] کی تصریح کے مطابق رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا۔ اُن کا دعویٰ تھا کہ میں نے معجزہ شق القمر دیکھا ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب اور خندق کی کھدائی میں شرکت کی ہے[7]۔

اُن سے اپنے برخوردار محمود و عبداللہ اور موسیٰ بن مجلی بن بندار، حسن بن محمد حسینی، کمال شیرازی، اسماعیل بارقی، عثمان بن ابی بکر بن سعید اربلی، داؤد بن اسعد بن حامد، شریف علی بن محمد خراسانی، معمر ابو بکر مقدسی، ہمام سہرکندی اور ابو مروان عبد الملک بن بشر مغربی روایت کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ شرف ملاقات حاصل ہوا ہے اور دونوں بار تین تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے درازی عمر کی دعا مانگی تھی، اس لئے میں نے طویل عمر پائی۔[8]

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کی تحقیق سے قبل صحابی کی تعریف اور ثبوت صحابیت کی شرائط ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ واقعی وہ صحابی ہیں یا نہیں۔

صحابی کی تعریف:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے:

"ومن صحب النبی أو رآه من المسلمین فهو من أصحابه"[9]۔

"مسلمانوں میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی رہا ہو یا جس نے آپ کو دیکھا ہو تو وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے"۔

امام نووی رحمہ اللہ صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"أما الصحابي ففيه مذهبان ، أصحهما وهو مذهب البخاري وسائر المحدثين وجماعة من الفقهاء وغيرهم، أنه كل مسلم رأى النبي ولو ساعة، وإن لم يجالسه ويخالطه، والثاني وهو مذهب أكثر أهل الأصول أنه يشترط مجالسته وهذا مقتضى العرف وذاک مقتضى اللغة[10]۔"

"صحابی کی تعریف میں (علماء) کے دو اقوال ہیں، ایک امام بخاری رحمہ اللہ ، تمام محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت کا ہے اور جو اصح بھی ہے کہ ہر وہ مسلمان صحابی کہلائے گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ساعت کے لئے دیکھا ہو، اگرچہ اُن کی صحبت نہ پائی ہو اور نہ اُن کی مجلس میں شریک ہوا ہو۔ دوسرا قول اصولیین کا ہے جنہوں نے صحابی ہونے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نشست کو شرط رکھا ہے اور یہ عرف و لغت کا تقاضا بھی ہے"۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الصحابي من لقى النبي مؤمنا به ومات على الإسلام ، فيدخل في من لقيه من طالت مجالسته له أو قصرت ، ومن روىٰ عنه أو لم يرو ، ومن غزا معه أو لم يغز ، ومن رآه ولم يجالسه ، ومن لم يره لعارض كالعمى[11]۔"

"صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر اس کو موت آئی ہو۔اس تعریف میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں زیادہ شریک ہوئے ہوں یا کم، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائی ہے یا نہیں، جہاد میں حصہ لیا ہو یا نہیں، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو لیکن صحبت نہ کرسکے ہوں اور جنہیں کسی معذوری (اندھاپن) کے باعث شرف دیدار نصیب نہ ہوا ہو"۔

ثبوتِ صحابیت کی شرائط:

اہل فن نے صحابیت کے ثبوت کے لئے مختلف طریقے مقرر کئے ہیں، مثلاً ابو اسحاق ابراہیم بن عمرو رحمہ اللہ نے مدعی صحبت کے لئے درج ذیل چار شرائط بیان کی ہیں:

(۱) تواتر

(۲) استفاضہ [تواتر سے کم تر درجہ کی شہرت]

(۳) صحابی کا قول

(۴) کوئی ایسا شخص جو عادل اور ثقہ ہو اور صحابیت کا دعویٰ کرے[12]۔

ابن عراقی رحمہ اللہ اور حافظ السیوطی رحمہ اللہ بھی ثبوتِ صحابیت کے لئے انہی شرائط کا تذکرہ کرچکے ہیں[13]۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان میں ایک اور شرط کا اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " صحبت، تابعی کے قول (تابعی کسی کا صحابی ہونا بیان کرے) سے بھی ثابت ہوتی ہے نیز انہوں نے دعویٰ صحابیت کو عدالت اور معاصرت کی شرط سے مقید کر رکھا ہے، لکھتے ہیں:

"پہلی شرط عدالت ہے، جس کی امام آمدی وغیرہ نے بھی تائید کی ہے ، کیونکہ مدعی صحابیت کی عدالت سے قبل اس کا یہ کہنا کہ میں صحابی ہوں یا اس جیسے اور الفاظ، اس کے عدالت ثابت ہونے سے مشروط ہیں

۔ دوسری شرط معاصرت یعنی زمانہ ہے تو یہ ہجرت کے ۱۲۰سال تک محدود ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عمر میں اپنے صحابہ سے فرمایا ہے:

"أرأيتكم ليلتكم هذه فأن على رأس مأة سنة منها لا يبقى ممن هو اليوم عليها أحد"[14]۔

"آج کی رات سے سو سال بعد آج کا کوئی انسان دنیا میں آج کا کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گا۔"

دوسری جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"أقسم بالله ما على الأرض من نفس منفوسة اليوم يأتي عليها مأة سنة وهي حية يومئذ"[15]۔

"میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کوئی نفس ایسا نہیں جو سو سال گزرنے کے بعد بھی زندہ رہے۔"[16]

امام نووی رحمہ اللہ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمراد أن كل نفس منفوسة كانت الليلة على الأرض لا تعيش بعدها أكثر من مأة سنة سواء قل عمرها قبل ذلک أم لا-"[17]

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس رات جو بھی شخص بقید حیات تھا، وہ سو سال سے زیادہ نہ رہے گا اگرچہ اس کی عمر مذکورہ رات سے پہلے کم ہو یا زیادہ۔"

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ " أرأيتكم ليلتكم "کی وضاحت کرتے ہیں:

"أما ما قاله صلى الله عليه وسلم من أنه: لا يبقىٰ على رأس مأة سنة من تلک الليلة أحد، فمراده بذلک إنخزام قرنه وموت أهله كلهم الموجودين منهم في تلک الليلة على الأرض، وبذلک فسره أكابر الصحابة كعلي بن طالب وابن عمر رضي الله عنهما وغيرهما-"[18]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ "آج جتنے لوگ بقید حیات ہیں، ایک صدی گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا" سے مراد ہے کہ اُس وقت جتنے بھی لوگ موجود تھے، سب کے سب سو سال کے اندر ختم ہو جائیں گے اور حدیث کی یہی تفسیر اکابر صحابہ کرام مثلاً سیدنا علی وسیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی فرمائی ہے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے استدلال کر کے حافظ سیوطی رحمہ اللہ مدعی صحابیت کے متعلق لکھتے ہیں: "اب اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کرے تو قابل قبول نہیں اگرچہ دعویٰ سے پہلے اس کا عادل ہونا بھی ثابت ہو۔"[19]

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کی تحقیق:

رتن ہندی کا دعویٰ باطل اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے ان کے ہم زمانہ امام صغانی رحمہ اللہ (م:650ھ) نے رتن ہندی کی مرویات کو موضوع قرار دے کر لکھا ہے:

"وما يحكى عن بعض الجهال أنه اجتمع بالنبى وسمع منه ودعا له بقوله: عمرک الله ،ليس له أصل عند أئمة الحديث"[20]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ (م:748ھ) نے رتن ہندی کی تردید میں "کسر وثن رتن" نامی کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے، لکھتے ہیں:

"من صدق بهذه الأعجوبة،وآمن ببقاء رتن، فما لنا فيه من طب، فليعلم أننى أول من كذب بذلک"[21]

"اس عجیب بات کی تصدیق اور رتن کی بقاء پر ایمان کون لائے گا؟ اس میں ہمارے لئے کوئی خوشی نہیں۔آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں پہلا بندہ ہوں جس نے اسے جھٹلایا"۔

مزید لکھتے ہیں:

"شيخ دجال بلا ريب ، ظهر بعد الستمأة، فادعى الصحبة والصحابة لا يكذبون وهذا جرى على الله ورسوله"[22]

"رتن ہندی کے دجال ہونے میں کوئی شک نہیں۔وہ چھٹی صدی ہجری کے بعد ظاہر ہوااور اس کے باوجود صحابیت کا مدعی بن بیٹھا، جب کہ صحابہ کرام جھوٹ نہیں بولا کرتے۔یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلے میں بڑا بہادر واقع ہوا ہے"۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ(م:774ھ) رتن ہندی کے متعلق لکھتے ہیں:

"رتن الهندى أحد من ادعى له الصحبة فى حدود ست مأة وهذا مبلغ فى الكذب من ذلک ، فانه لا يعرف أن أحدا من هولاء الصحابة المسمين فى هذا السياق دخل إلى بلاد الهند لا فى حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا بعد وفاته"[23]

"رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا جو کہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ ہند میں اس نام سے موسوم صحابی نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں کوئی جانتا تھااور نہ اُن کے وفات کے بعد"۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ(م:806ھ) فرماتے ہیں:

"وعلى كل تقدير فلا بد من تقييد ما أطلقه بأن يكون ادعاؤه لذلک يقتضيه الظاهر أما لو إدعاه بعد مأة سنة من وفاته صلى الله عليه وسلم فانه لا يقبل ذلک منه كجماعة إدعوا الصحبة بعد ذلک كأبي الدنيا الأشج و مكلبة بن ملكان ورتن الهندي، فقد أجمع أهل الحديث على تكذيبهم وذلک لما ثبت في الصحيحين من حديث ابن عمر، قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة صلاة العشاء في آخر حياته فلما سلم قام فقال: أرأيتكم ليلتكم هذه فان على رأس مأة سنة منها لا يبقى ممن هو اليوم عليها أحد"[24]

"کسی شخص کا دعویٰ صحابیت ظاہری حالات کے موافق ہونے سے مقید ہے پس اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے سو سال بعد صحابی ہونے کا مدعی بن بیٹھے تو ان کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا جیسے ابو الدنیا اشج، مکلبہ بن ملکان اور رتن وغیرہ۔علمائے حدیث کا اُن کے دعوی کو جھوٹا قرار دینے میں اجماع ہے۔یہی مضمون صحیحین میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر میں ایک رات ہم نے عشاء کی نماز پڑھی۔سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس رات جو شخص بھی روئے زمین پر بقید حیات ہے، سو سال بعد نہیں ہوگا"۔

صاحب قاموس علامہ مجد الدین رحمہ اللہ (م:817ھ) کا قول ہے:

"إبن کربال بن رتن البرتندی،لیس بصحابی ، وإنما ھو کذاب، ظھر بالھند بعد الستمأة ، فادعی الصحبة"[25]

"ابن کربال بن رتن برتندی، صحابی نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ ہند میں چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کر ڈالا"۔

رتن ہندی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (م:852ھ) لکھتے ہیں:

"ولم أجد له فی المتقدمین فی کتب الصحابة ولا غیرھم ذکرا، لکن ذکره الذھبی فی تجریده فقال: رتن الھندی شیخ ظھر بعد الستمأة بالشرق وادعی الصحبة ، فسمع منه الجھل ، ولا وجود له ، بل اختلق إسمه بعض الکذابین"[26]

"متقدمین علماء کی صحابہ کرام سے متعلق کتابیں ہوں یا دوسری تاریخی کتابیں، میں نے ان میں سے کسی میں رتن کا تذکرہ نہیں پایا، البتہ علامہ ذہبی نے تجرید میں اس کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ مشرق میں چھٹی صدی ہجری میں ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ کچھ جہال نے اس سے روایات سنیں حالانکہ اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں بلکہ بعض جھوٹوں نے اس کا نام گھڑ لیا ہے"۔

امام سخاوی رحمہ اللہ (م:902ھ) نے بھی رتن ہندی کو صحابیت کا جھوٹا دعویدار قرار دیا ہے؛ لکھتے ہیں:

"قد ادعی الصحبة جماعة فکذبوا وکان آخرھم رتن الھندی لان الظاھر کذبھم فی دعوٰھم"[27]

امام سیوطی رحمہ اللہ (م:911ھ) نے علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے حوالے سے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے [28]۔

ابن عراق الکنانی رحمہ اللہ (م:963ھ) کی تصریح کے مطابق رتن ہندی وہ مشہور جھوٹا شخص ہے جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا۔ "رتن الھندی ذلک الکذاب المشھور ظھر بعد الستمأة، فادعی الصحبة"[29]۔

محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ (م:986ھ) نے "تذکرۃ الموضوعات" میں "باب فیمن ادعی الصحبة کذبا من المعمرین" کا عنوان قائم کرکے جھوٹے مدعیان صحابیت کی فہرست میں انہیں شمار کیا ہے[30]۔

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (م:1014ھ) صحیح مسلم کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معناه ما تبقی نفس مولودة الیوم مأة سنه، أراد به موت الصحابة رضی اللہ عنھم وقال صلی اللہ علیه وسلم ھذا علی الغالب وإلا فقد عاش بعض الصحابة أکثر من مأة سنة ،ومنھم أنس بن مالک وسلمان رضی اللہ عنھما وغیرھما- والأظھر أن المعنی لا تعیش نفس مأة سنة بعد ھذا القول ، کما یدل علیه الحدیث الآتی فلا حاجة إلی اعتبار الغالب فلعل المولودین فی ذلک الزمان إنقرضوا قبل تمام المأة من زمان ورود الحدیث- ومما یؤید ھذا المعنی إستدلال المحققین من المحدثین وغیرھم من المتکلمین علی بطلان دعوی بابا رتن الھندی وغیره ممن ادعی الصحبة وزعم أنه من المعمرین إلی المأتین والزیادة"[31]

"اس کا مطلب یہ ہے کہ آج جو بندہ زندہ ہے، سو سال بعد نہیں ہوگا نیز اس سے مراد صحابہ کی موت تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بناء بر اکثریت تھی کیونکہ بعض صحابہ ایسے بھی تھے جنہوں نے سو

سال سے زیادہ عمر پائی جیسے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ظاہری طور پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس قول کے بعد کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گااور آنے والی روایت بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہے تو حدیث مذکور کو اکثریت کے بارے میں قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں،شائد اسی زمانے کے مولودین نے اپنی عمر حدیث شریف کے ورود کے بعد سو سال کے اندر پوری کردی تھی۔ اس حدیث سے محققین محدثین نے استدلال کیا ہے کہ بابا رتن ہندی سمیت جو لوگ دو سوصدی بعد صحابیت کا دعوی کر بیٹھے ہیں، باطل ہے"۔

مرتضی زبیدی رحمہ اللہ (م:1205ھ)ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"والصحيح أنه ليس بصحابي وإنما هو كذاب ظهر بالهند بعد الستمأة ، فادعى الصحبة[32]۔

" صحیح بات یہ ہے کہ رتن صحابی نہیں بلکہ کذاب ہے جو ہند میں چھ سو صدی کے بعد ظاہر ہوااور جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا"۔

امام شوکانی رحمہ اللہ (م:1250ھ)نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعۃ" میں "باب فيمن ادعى الصحبة كذابا" کے تحت اُن کا تذکرہ کیا ہے[33]۔

امام آلوسی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (م:1270ھ)نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک "آج سے ایک سو سال گزرنے کے بعد کوئی بندہ زندہ نہیں رہے گا" کو رتن ہندی کے خلاف صریح رد قرار دیا ہے[34]۔

مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (م:1341ھ)رتن ہندی کے تفصیلی واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وكل هذا ليس له أصل يعتمد عليه"[35]۔

"یہ بالکل بے اصل اور بے بنیاد باتیں ہیں۔"

نتائج بحث:

رتن ہندی کا دعویٰ صحابیت نرا، عجیب اور باطل ہے کیونکہ بقول اس کے اس نے لمبی عمر پائی اور سات سو سال تک زندہ رہا۔ یہ دعویٰ اس لئے بھی درست نہیں کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاًروایت ہے:

"واضح رہے کہ آج جتنے بھی لوگ بقید حیات ہیں، ایک صدی گزرنے پر ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا۔"

تو یہ چھ صدی تک کیسے زندہ رہااور اگر بقید حیات تھاتو شہرت کیسے نہ پائی؟ صدیاں گزر گئیں اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا کہ یہاں پر صحابی رسول موجود ہے۔ تراجم وطبقات میں صحابہ کرام کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں اِن میں کسی بھی کتاب میں رتن ہندی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اسمائے رجال کی کتابوں میں ہند کی بہت سی شخصیات کا تذکرہ پایا جاتا ہے، ان میں بھی رتن ہندی کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ اُن کے قول کے مطابق وہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے تو اصحاب السیر والتاریخ نے اُن کو کیوں یاد نہیں کیا۔

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد العسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ، ۲: ۴۳۴۔
Ibn e Ḥajar, ʻAḥmad bin Ali bin Muḥammad, Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah, 1st Edition,1415), 2:434.

الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبداللہ، الوافی بالوفیات، دار احیاء التراث بیروت، ۱۴۲۰ھ: ۲۰۰۰ء، ۱۴: ۶۸۔
Al Ṣafdi, Khalil bin Aybak, (Beirut: Dar Iḥya' al turath al ʻArabi, 2000), 14:68.

[2] ماہنامہ جہانِ کتب، ایس، ایف پرنٹرز، دریا گنج، دہلی، مارچ ۲۰۰۸، جلد: ۵، شمارہ: ۴۵، ص: ۲۴۔
Monthly Jahan-e-Kutub, (Darya Ganj, Dehli: S.F. Printers, March: 2008), Vol: 5, Issue: 45, p:24.

[3] الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، طبع اول، ۱۹۶۳ء، ۲: ۴۵۔
Al Dhabi, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthman, Meezan al Aʻtadal fi Naqd al Rijal, (Beurit: Dar al Maʻarifah lil Tabaʻh wal Nashr, 1st Edition, 1963), 2:45.

[4] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، جامع المسانید والسنن، دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۸ء، ۳: ۲۷۶۔
Ibn Kathir, Ismaʻil bin ʻUmar, Jamʻa al Masanid wal Sunan, (Beurit: Dar Khizar lil Tabaʻah wal Tawziyʻ, 1998), 3:276.

[5] الاصابۃ، ۲: ۴۳۴۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:434.

[6] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، بدون تاریخ، ۱: ۴۲۲۔
Al Showkani, Muḥammad bin ʻAliy bin Muḥammad, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah), 1:422.

[7] الاصابۃ، ۲: ۴۳۹۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:439.

[8] ایضاً، ۲: ۴۳۴۔
Ibid., 2:434.

[9] صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری، دار طوق النجاۃ، طبع اول ۱۴۲۲ھ، کتاب اصحاب النبی (۶۲) باب فضائل اصحاب النبی (۱)
امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں صحابی کی تعریف کی ہے [
Al Bukhari, Muḥammad bin Ismaʻil, (Dar Towq al Najah, 1st Edition, 1422).

[10] النووی، ابوزکریا محی الدین یحیٰی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱: ۴۱۔
Al Nowwi, Yaḥya bin Sharf, Tahziyb al Asma' wal Lughāt, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah) 1:41.

[11] الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱۱: ۱۵۸۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 11:158.

[12] ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل، رسوم التحدیث فی علوم الحدیث، دار ابن حزم، لبنان، بیروت، طبع اول ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ۱: ۱۴۴۔
Ibrahim bin ʻUmar, Rusum al Tahdiyth fi ʻUloom al Ḥadith, (Beurit:Dar ibn Ḥazam, 1st Edition, 2000/1421), 1:144.

[13] عبدالرحیم بن الحسین، التقیید والایضاح شرح مقدمۃ ابن الصلاح، المکتبۃ السلفیۃ بالمدینۃ المنورۃ، طبع اول، ۱۹۶۹ء، ۱: ۲۹۹۔

'Abdul Rahim bin al Ḥusain, Al Taqyiyd wal Idhaḥ, (Madinah:al Maktabah al Salfiyyah, 1st Edition, 1969), 1:299.

السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، دار طیبہ، بدون تاریخ ۲: ۶۶۷۔
Al Sayuwti, 'Abdul Raḥman bin Abi Bakar, Tadriyb al Rawiy, (Dar e Tayyibah), 2:667.

[14] صحیح بخاری، کتاب العلم (۳) باب السمر فی العلم (۴۱) حدیث: ۱۱۶۔

Ṣaḥiḥ Bukhari, Ḥadith: 116.

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ، حدیث: ۲۵۳۷۔
Muslim bin Ḥajjaj, Ṣaḥiḥ Muslim, (Beirut: Dār Iḥya' al Turath al 'Arabi), Ḥadith:2537.

[15] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتأتی مأۃ سنۃ، حدیث: ۲۵۳۸۔

Ṣaḥiḥ Muslim, Ḥadith:2538.

[16] الاصابۃ، ۱: ۱۶۰۔

Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 1:160.

[17] النووی، یحیٰی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی بیروت، طبع دوم ۱۳۹۲ھ، ۱۶: ۹۰۔
Al Nowwi, Yaḥya bin Sharf, Al Minhaj, (Beirut: Dār Iḥya' al Turath al 'Arabi, 2nd Edition, 1392), 16:90.

[18] ابن رجب، زین الدین عبدالرحمٰن، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، مدینہ منورہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ: ۱۹۹۶ء، ۴: ۳۶۹۔
Ibn Rajab, 'Abdul Raḥman bin Aḥmad, (Madinah: Maktabah al Ghuraba' al Athariyyah, 1st Edition, 1996/1417), 4:369.

[19] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲: ۶۷۳۔

Tadriyb al Rawiy, 2:673.

[20] الصغانی، رضی الدین حسن بن محمد بن حسن بن حیدر، الموضوعات، دار المأمون التراث، دمشق، طبع دوم ۱۴۰۵ھ، ۱: ۳۱۔
Al Ṣaghani, Ḥassan bin Muḥammad bin Ḥassan, al Mawzuw'at, (Damascus: Dar al Ma'muwn al Turath, 2nd Edition, 1405), 1:31.

[21] الطرابلسی، ابراہیم بن محمد بن خلیل، کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث، عالم الکتب مکتبۃ النہضۃ العربیۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، ۱: ۱۶۱۔
Al Tarablisi, Ibraḥim bin Muḥammad bin Khalil, Kashf al Ḥathith, (Beurit: 'Alam al Kutub, 1987/1407), 1:61.

الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، طبع سوم ۱۴۱۳ھ: ۱۹۹۳ء، ۴۶: ۹۹۔
Al Dhabi, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthman, Tareekh al Islam wa Wafiyyāt al Mashahiyr wal A'lam, (Beurit: Dat al Kutub al 'Arabi, 3rd Edition, 1993/1413), 46:99.

[22] الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء، ۲: ۴۵۔
Meezan al A'tadal fi Naqd al Rijal, 2:45.

[23] جامع المسانید والسنن الہادی لاقوم سنن، ۳: ۲۷۶۔

Jam'a al Masanid wal Sunan, 3:276.

[24] التقیید والایضاح، ۱: ۳۰۰۔

Al Taqyiyd wal Idhaḥ, 1:300.

[25] فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، طبع ہشتم، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، ۱: ۱۱۹۹۔
Feroz Abadi, Muḥammad bin Yaquwb, (Beirut: Mua'ssasat al Beirut: Mua'ssasat al

Risalah, 8th Edition, 2005/1426), 1:1199.

[26] الاصابۃ، ۲: ۴۳۴۔

Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:434.

[27] محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث للعراقی، السخاوی، مکتبۃ السنۃ مصر، طبع اول، ۱۴۲۴ھ: ۲۰۰۳ء، ۴: ۲۹۔
Al Sakhāwi, Muḥammad bin ʻAbdul Raḥman bin Muḥammad, Fatḥ al Mughiyth, (Cairo: Maktabah al Sunnah, 1st Edition, 2003/1424), 4:29.

[28] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲: ۶۷۳۔

Tadriyb al Rawiy, 2:673.

[29] الکنانی، علی بن محمد بن علی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول، ۱۳۹۹ھ، ۱: ۵۹۔
Al Kanani, Ali bin Muḥammad bin Ali, Tanziyh al Shariʻah al Marfuʻah ʻn al Akhbar al Shaniʻah al Mawzuwʻah, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah, 1st Edition, 1399), 1:59.

[30] محمد طاہر بن علی، تذکرۃ الموضوعات، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، طبع اول، ۱۳۴۳ھ، ۱: ۱۰۳۔
Muḥammad Tahir bin Ali, Tazkirah al Mawzuʻāt, (Idarah al Tabaʻah al Muniyriyyah, 1st Edition, 1343), 1:103.

[31] ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر بیروت لبنان، طبع اول، ۱۴۲۲ھ: ۲۰۰۲ء، ۸: ۳۴۹۸۔
Mulla ʻAli Qari, ʻAli bin Sultan Muḥammad, (Beurit: Dar al Fikar, 1st Edition, 2002/1422), 8:3489.

[32] الزبیدی، محمد بن محمد بن عبدالرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایہ، بدون تاریخ، ۳۵: ۷۵۔
Al Zubaiydi, Muḥammad bin Muḥammad bin ʻAbdul Razzaq, (Dar al Hidayah), 35:75.
[31] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، بدون تاریخ، ۱: ۴۲۲۔
Al Showkani, Muḥammad bin ʻAli bin Muḥammad, Al Fawaʼid al Majmuʻah fi al Aḥadith al Mawdhu‘ah, (Beurit: Dar al Kutub ‘Ilmiyyah) 1:422.

[32] الآلوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ، ۸: ۳۰۵۔
Al Āluwsi, Ma ḥmuwd bin ʻAbdullah, Ruwḥ al Maʻaniy, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah, 1st Edition, 1415), 8:305.
[33] الحسنی، عبدالحی بن فخر الدین بن عبدالعلی، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام المسمی بنزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، دار ابن حزم بیروت لبنان، طبع اول، ۱۴۲۰ھ: ۱۹۹۹ء، ۱: ۹۸۔

Al Ḥasani, ʻAbdul Ḥayiy bin Fakhar al Din bin ʻAbdul ʻAliyy, Al Aiʻlam b mn fil Hind min Al Aaʻlam, (Beurit: Dar ibn Ḥazam, 1st Edition, 1999/1420), 1:98.